رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
REGISTERD NO. A.783



M.B. Kaas Artist
ممتاز المطابع پریس لکھنؤ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین ... چھپکر شائع ہوا

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظرافت پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چہ مہینہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ الخیر ما البلاست۔ ہندوستان بھر میں ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبانِ مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروائیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں۔ مذہب یا نادار یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں کہیں گم ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے نمبر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دوشنبے پر نیاز مند مینیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳   مضامین غیر   نمبر ۱۱

۲۳ مارچ ۱۹۲۰ء

کایا پلٹ

زمانہ تعلیم میں ایک دن مسٹر جسٹل پروفیسر کی کلاس کے سلسلہ میں انہون نے اپنے تجربات اس مرکب لفظ کے معانی دیکھے ایجاد کی علت غائی یعنی اسکے وجود میں آنے کا سبب پوچھا تو انھون نے بے مبالغہ پونے دو سو جملون مین اسکے فرائض و مقاصد بیان کیے جنکا خلاصہ یہ تھا۔ کہ یہ محکمہ انسان کے آرام و آسائش کے لیے کتم عدم سے عالم وجود میں لایا گیا کوئی کام ایسا نہین جسکا تعلق اس محکمہ سے نہ ہو کھانے پینے کا تعلق اس سے جا رہو بیماری کا یہ واسطہ اسکے سوال کی تجویز و تدبیر میں اسکے سوال کرنے کی صفائی اسکا کام ہے۔ محکمہ کا یہ کام ہے کہ اس کا جلا ہے کہ دنیا آبادی دفاتر کے رنگ روپ کی تمام کثافتین آن کی آن مین کھینچ لیتا ہے صاف شفاف ہوتی سا جھاڑو پانی یہ پڑتا ہے سڑکون کی درستی کا ٹھیکہ ہے حفاظت کو فرو بنا اس کا فرض اسی لیے اسکے ماتحت اور ۲۰۰ ہاتھ پاؤن بنائے گئے ہین ایک ایک خدمت ایک ایک منہ اور ہاتھ کے سپرد کی گئی ہے جب تک اس محکمہ کا تعلق گورنمنٹ سے رہا اور اپنی فطری علت کے مطابق چلایا گیا اس سبق کی اکثر باتین واقعات کی صورت مین رونما ہوتی رہین لیکن جب سے ریفارم اسکیم نے جنم لیا اور لندن نے خود مختاری کا ڈنکا بجایا اور یہ ڈوپ سر پر رکھی اس محکمہ کی دنیا ہی پلٹ گئی پہلے اگر...... کا نام نظام تھا تو اب اچھا خاصہ سادن بن گیا آرام کی آواز کے قدم قدم پر تکلیف کا سامنا ساری ذمہ داریان ایک ایک کرکے سر سے اتار پھینکین منشا اگلے زمانہ میں مولے چیتھڑے کی اصلاح رعایا پر فرض نہ تھی اب اگر

کسی کی جوان مولود مر جائے تو اسکو چاہیے کہ اپنا بچھونا بچھین سب چھوڑ کر بلدیہ کے دفتر کی گنتی کرا کے ورنہ آفت آ سکتی ہے گھر چھوڑنے والے مرنے والے کا شمار بھی زندون میں ہو گا کسی کے ان بچہ پیدا ہو تو نال کٹوانے سے پہلے اسے پنجیری کھلوا اور ام الولیہ کی درگاہ پر چڑھانا سنت ورنہ لندن کی جرمانہ کی صورت مین خدائی فوجداری کے اجلاس پر جمع کرانی جائے گی۔ پانی جسپر زندگی کا مدار ہے اپنے قبضۂ قدرت مین کر کے جب چاہا دیا جب چاہا بند کیا حالانکہ جس دن واٹر ورکس کے موقع پر یہ معاہدہ کیا تھا کہ تم عمر بھر ٹیکس دیے جانا ہم رات دن پانی دیا کرینگے الیسال ٹیکس کی نوعیت اسی طرح قائم اور پانی کے لیے بقلیہ ریوے قائم ٹیبل بنا دیا ادھر فطرت ہے کہ اپنی پرانی روش چھوڑنے کی طرف رخ ہی نہین کرتی نہ مرنے کا وقت مقرر کرتی ہے نہ جینے کا اکثر ہوتا ہے کہ مرنے جینے کا تال میل واٹر ورکس ٹائم ٹیبل سے نہین ہوتا اس وقت کی دقت وہی خوب سمجھ سکتا ہے جو مرتا ہے یا پیدا ہوتا ہے گھر مین چلو بھر پانی نہین میان بہشتی صاحب اگر غوطہ لگا گئے کنوین بند کرا دیے گئے دریا کو سونے دو اور مر حالت مین غسل و جب پھر اس تخصیص مین بھی ایک پیچ لگی ہوئی ہے ہولی دیوالی دسہرہ وغیرہ میں کر ہے صاحب کو سلسل البول کا عارضہ ہو جاتا ہے جب دیکھو نیک رہے ہین اور عید بقر عید شب برات مین جیپ شاہ کے باغ کے بن جاتے ہین بیٹھے کمر ٹلی اٹھا لیجیے تر بہ آفسو نہ بسیو ہان ایک ہوا کی خرخراہٹ ہوئی اور ساری کوشش اسی ہوا مین اڑ گئی عاشور کے دن معرکہ کربلا کا نقشہ کھینچ جاتا ہے اور یزید یاد آ جاتا ہے۔ سڑکون پر وقت کے لیے مہینون پہلے سے روڑے ڈالدیے اور خبر ہے کہ لوگ گرتے ہین دھکے دھکے کی خیر مناتے ہین گاڑی کا پہیہ زمین مین گڑ جاتی ہے۔ اگر میلہ کا سا زمانہ جاتریون کا ہجوم موٹر سائیکل اکے گاڑی کی کثرت اور رات شہر مین گیس کا انتظام چنانچہ چوک اور حسین گنج کی سڑک پر تین چار مہینہ تک جیسی گت رہی

اسکا اندازہ وہی لوگ خوب کر سکتے ہین جنھین پیدل چلنا پڑا جلا جاتا ہے دونون پٹریون پر گولی پڑی ہے کہ جو چلین اور روڑون کے مدار ہون سے سودا کیونکر نہین۔ روشنی کی طرف نظر کیجیے تو بڑی بڑی سڑکون پر چاندنی رات مین بھی پریسیڈنسی پائی کے کاونن کی جھلیان اپنے روز مرہ پر برق تجلی گرائی رہتی ہین لیکن ان گلی کوچون یا جہان مہاراج چندرمان جی کے درشن تک نہین ہو سکتے اندھیرا گھپ پڑا رہتا ہے اسلیے کہ لیمپ والون کو بھی جنتری حفظ کرا دی گئی ہے وہ ان حافظون کی طرح اندھیاری اجیالی کے گھنٹون کے حساب سے تولا شہ تیل لالٹینون میں ڈالتے ہین یہ نہین دیکھتے کہ بارش کی فصل مین چاند کی کہان اور چاندنی پر بھی ابر کی رسائی تیرہ و دون کی گلی کوچون مین کب ہوتی ہے۔ چنانچہ ماہ فروری ۱۹۲۰ء کو جبکہ چاند کا وجود ہی نہ تھا اور ابر و باد کی شدت تھی تین بجے رات کے وقت رانی منڈی اور گولہ گنج گران ٹولہ کی لالٹینین گل تھین سکنہ بیٹھ جاہ گیر آب حیات کی تلاش میں قدم قدم پر ظلماتی راستے مین ٹھوکرین کھا رہے تھے دفتر کی طرف رخ کیجیے تو پوری ہوم رول اور سیلف گورنمنٹ کی جھلک نظر آتی ہے جوڑ جا پہننا کا ندھی کیپ دینا تمک ڈے منانا تا طلازمین پر روا جب اسکے علاوہ دھ کا جدید ترین قانون بغیر قیام اور روزنامہ اور خبر نہین ہوا مدیر روپے بسیہ کی کوئی فکر نہ کی گئی جتنی بڑی اور ذمہ دار اسامیان ہین سب پر جانداد خاندان مشترکہ کا عملدرآمد ہین مذکورہ پر خاص شوق ہے نہ ڈم تیسے تنخواہ مطلب اپنے آرام سے ہے تمام رجسٹر مین گول وہ بھی گرد ہے چھپا کر نہو۔ شہر والے اندھیرے مین غلا بازیان تو نہ کھائین۔ مگر بیٹھے ٹیکس تشخیص کیا گیا کسی کے منہ مین زبان نہ تھی کہ کچھ کہتا اس سے زیادہ اندھیر سنیے کہ لکھنؤ مہاراج پر جہان تین چار فٹ سے زیادہ چوڑی گلی نہیں پوری بڑی سنٹری منڈی لگوائی جاتی ہے جیسکے رعب سے قدم اٹھانا مشکل ہوتا ہے مگر کسی کے کان پر جون نہین رینگتی چوک کی طرف پیدا کیے سٹ کے لیے بھی کوئی پیسے دار سواری کی نہین اور وہان گھوڑی والے فرشتے بھی بیچے نہین بیا تک کرتے ہے

دو قدم ابھر جائے کے یہ سوار ہوئے تب بھی غبر کر لیا جاتا تھا اور سزا دی جاتی ہے مگر چیرمین صاحب کے در دولت پر بعض وقت دو دو بیہ گاڑیاں موٹر مانگے کھڑے رہتے ہیں نہ پولیس کے فرشتے دوڑ دیکھ جاتے ہیں نہ کمیٹی کی کیرچ والے کچھ کہتے ہیں حالانکہ اس قدم پر لالہ منوہر داس کی کوٹھی کے سامنے کافی جگہ موجود ہے۔

غرض کہ میونسپل بورڈ کی ان بے ترکیبیوں پر نظر کرتے ہوئے ہمارے نزدیک تو ریفارم سکیم کوڑی کام کی نہ نکلی اور سکے کیونکر ہو ہم لوگوں میں خود غرضی اور بے ایمانی گھسی ہوئی ہے جسے جو ملتا ہے وہ چاہتا ہے سب ہمارے ہی پیٹ میں چلا جائے کوئی اکثریت پر نازاں ہے کوئی اقلیت پر۔ بات تمہارے بے تکے پن کی رم میں تھا۔ اسی شمع پر ہوم رول اور سوراج کا غازہ ملنا چاہتے ہو۔ خدا ایسے حسن انتظام کو دنیا سے ناپید کرے کہ ساری آبادی "ہر ہر ہر ہر" پکارنے لگی۔

بہر حال ہمارے الہ آباد کی میونسپلٹی نے اللہ رکھے بڑے نام کیے۔ چاچی صاحب آتے وہ سائن بورڈ کو جرم بر ملا کہہ رہے ہیں کہ ہندوستانی جنت ہیں منصب انھیں خواہ مخواہ کی جوتی بیزار کے سوا کچھ نہیں آتا ان سے نئے اختیارات بھی چھین لو ہم باز آئے ایسی سلف گورنمنٹ سے بخصوصاً میونسپلٹی کا صیغہ تو حکومت اور گورنمنٹ چھوڑے رہنا کی حکومت اپنے ہی ہاتھ میں رکھے۔

راقم

ثالث الخیر

م ع الہ آباد

نگارستانِ اردو

مرادآباد۔ مضمون تو اہمیں کوئی اپچ نہیں مگر فورکی جدت سخن کے قابل ضرور ہے بات یہ ہے کہ اردو غریب کی جان پر بے طرح ادھر کیوں نے حملہ کیا ہے سب سے پہلے تو عبارت فرہادیسی میں پادھا لگتا ہے۔ کچھ کہیں تو نشیان جدید جرائد پا ہوتے ہیں جملوں کو اور شیر مردست میں لنگڑا پن ہوتا ہے۔ مصلحت کہتی ہے کہ ہشیار کرنا ان کا ضبط ہے۔ اردو کہتی ہے کہ دا ہائے بے مروت محبوبی اسکی آواز فرمائش کرتی ہے کہ کچھ بھی ہو کانوں میں تیل ڈال کے بیٹھنا اور پھر صاحب قلم ہونے کا دعوی کرنا ٹھیک نہیں۔

ایک مجموعہ مضامین پیش نظر ہے جسکا نام ہے نگارستان۔ اس نگارستان کے نگار ساری دنیا سے نرالے ہیں اور زبان تو وہ پائی ہے کہ فارسی الگ اپنی صورت پر لے چل جانے کے باعث روتی ہے اور اردو جدا کسی نگار کی صورت پر یوں پچے کاری اور جڑاؤ کام ہو تو وہ نگار رشک نگار ... لہذا اس نگارستان کو نگارستان کا لقب دینا زیادہ موزوں ہے۔ ... غلطی سے نگارستان نہیں نگارستان ہے۔ وہو المطلوب

اس نگارستان کے مولف کوئی ... صاحب ہیں ... صاحب اس نگارستان پر ... کی طرح عاشق ہیں بیچارے نے بڑی محنت سے چار رات کی جانفشانی کی ہے تب گل گل کے ہال بنے تب کہیں اس نگارستان کی صورت اہل تماشا نے دیکھی۔ جامع نگارستان مصنف نگارستان کی تحریر میں دو وصف بیان فرماتے ہیں "جدت طرازی"۔ "حقیقی علم و فضل"۔ جدت طرازی کی قوم کے ایسی صنعت نہیں جس پر کوئی معمولی شخص قادر ہو۔ ٹوٹنے اور گھٹنے کی ... ہیں آستین کہنے کے ... تفسیر سے اور سیاقی میں سر رگڑ کے شیخ سعدی کیجئے تو یہ بھی جدت ہے۔ ... کے وستانے جائے تو یہ بھی جدت ہے ... پیشانی پست ہے ... کریں تو یہ بھی جدت ہے ... سودا ہے مفت سودا ہے کہ ...

محتاج کمال نہیں محتاج جانکشی نہیں۔ اب رہا حقیقی علم و فضل تو حضرت سلامت حقانی ... علم و فضل جب تک سامنے موجود نہ ہو حقیقی اور حقانی علم و فضل کی تشخیص حیطۂ امکان سے خارج ہے کیا معنی کہ الاشیاء تعرف باضدادها۔ شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے علم و فضل اگر دیکھنے سے تعلق رکھتے ہو وہ جدت مع طرازی۔ اگر حسرت ہے تو آئیے اس نگارستان کی سیر کیجیے۔ آپ جدت طرازی اور حقیقی علم و فضل سے بیک وقت استفادات کر سکتے ہیں۔

نگارستان کا پہلا نگار "پارسا" اجڑا ہوا نگار ہے۔ "ایک پارسی دوشیزہ کو دیکھ کر"۔ کیا ہوا؟ منہ میں پانی بھر آیا۔ تالو میں کھجلی ہونے لگی جھوٹی رقص کی ہوس نے گدگدی کی۔ ... زبان کھانے پر طبیعت اتری۔ کاٹ کھانے کو جی چاہا۔ ... بارگردان ہوگیا۔ آپ حد سے نکلے۔ ... کو بے ستون کی سیڑھیاں بھولیں۔ لنگڑی بادہ کے جنگل کی راہ لی ... اور ڈھیلے مارنے کی طرف رغبت ہوئی؟ یہ کچھ نہیں مضمون نگار صاحب کچھ ظاہر نہیں کرتے ہاں اتنا ... آپ خود سمجھ لیجئے کہ یہ جو ڈھیلے لگا ڈھیلے قلم سے نکل گئے "یا حسرت"۔

یا یہ الفاظ اگر سر پر قلم ہے تو ایک بھری محفل میں ایسی حرکت سرزد ہوئی جس سے اہل محفل نے منہ پر رومال رکھ لیا اور زیر لب مسکرانے لگے۔ دوشیزہ کا نظارہ ... بھی ہو سکتا ہے اور کمزوری کو بڑا فضل پر بھی مجبور کر سکتا ہے لیکن پرانے شعرا کے واسطے یہ عیب تھا۔ ... ذکر کیا ... کا عجب کیا ہے؟ خدا کی امان لکھنوی شاعروں پر ... گستاخانہ اخلاق فرما رہے ہیں نشانہ ... مست چلتی ہیں۔ دیکھو ادب اور ... ایسے ہوتے ہیں۔ کمزوری پارسائی دیکھ کے سڑک پر نکل جاتے ہیں میں تو ... ہوں گا۔ ہائے ... پھری شرافت اور سیرت میں ... نہیں آتا۔ جلالت میں ... نہیں لگتا طرز بیان ملاحظہ ہو۔

[illegible]

بل بیک گھڑی گھڑی جو نہ دیدہ جاتی ہو عرق ریز
یک دشنہ دیرہ ہے یک ، آنکھ جب خشک ہو جاتی ہے
جدھر جوش کا اس قدر مسال کی طرف جھکا ہوا ہے
عبارت مذکورہ میں جدت طرازی کی یہ دلکش گیتی
سے بہ ستوری ، حشمت متعفنہ تیشنگی لوپاشی
باہم جگنو کی دم سے ہے ، تو شیرے میں دم ستکڑتی اور
کھڑی سے پھر بھی رہی بیک چھوڑ نہیں جاتی ۔ پاشی
کی صفت سے محروم ہے ۔ مگر دو شیزہ نرگرشن کی طرح
ہر لہرے میں نور کی جھلکیاں اچھالتی پھرتی چلی جاتی
ہے ۔ حضرت نہ یہ مبالغہ ہے نہ خلاف فطرۃ کوئی خاصہ
یگانہ و قدیم شعراء
اردو کو زیب
دیتا تھا ۔
حقیقی علم و فضل
کی دلیل نجابت
مشعر ہے ، نجابت
خودبی لفظاں ہے
اور لفظاں ہی علا
نہیں ہے بلکہ یہ
اور اشعار سوچ ہے
اسلیے مشعر ہے کہ
یا کبھی بہار بار بار
سے مرکہ نہ کرتے
تو علم و فضل سکا
نہ رہتا سوتیہارا
ہوجاتا ۔ سے بڑا اقتباس ، خارہ ہم بھی علم و فضل کے
صحت نسب پر دال ہے اور قوت مجہول بھی مجہول
کے معنی میں غیر معروف و غیر متشارت یا مخفی ، اشارۂ
مبہم ملاحظہ ساری ادبیات کی کمان جس کو نسبت گرد ہے
جو مجہول میں ۔ جدت طرازی کی علامت نا معقول
اور بھی چند نقلیں ہیں ۔
مثلاً موزوں فاصلہ ، قاصد کبخت ، بدتمیزی
ہوتا ہے ۔ لہذا موزوں کی قید ایک ضروری قید تھی یا
برق پاش نگاہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نگاہ پڑن
سے تار شعاعی کی جگہ برقی حرکت کی دھار جاری تھی ۔

نرگسی دیدے گلاب پاش : مجھے برق پاش تھے ۔
زنانی زبان میں نہیں تمنا اور پنکھ سوٹا میرا بستر پر
آنسو بہانے والے کو کہتے ہیں ۔ خدا ان برق ستمنے
دیدوں سے بچائے ۔ یہ چیز اہل زبان خاص عورتوں
کو بھی نصیب نہیں ، اسلیے حقیقی علم و فضل سے بھی لیا کی
علاقہ رکھتی ہیں جیسا کہ جدت طرازی سے ۔
پھر فرماتے ہیں :۔
آہ : نزہت بار ہستی ، یہ معطر کیپ ہمہ مر
یہ شاداب حسن رواں ، بہر سے وجود کو میری موج
لرزاں کو مسحور کردیا ہے ، اپنی آنکھ کو خندۂ سیال
سے اپنے آدن کی بوے شگفتگی سے ، اپنی خاص تحریری
سے اپنے خرام دلدار سے ، اپنے کال کے تبسم آمیز جسے ؟
اللعنۃ نزہت بار معطر نزہت یہ نہیں تو پھر نزہت
برسانے والا حسن کے میدان میں نزہت کی گرچہ بیا
کرنے والا ۔ شاداب حسن رواں ۔ تر تر آنا چلتا پھرتا
جس سے وجود دبھیگ جائے آنکھوں کا خندۂ
سیال ۔ بہنے والی ہنسی ۔ چند عضو میں جو تر رہتے
ہیں جس سے شغل کر چھوڑتے ہیں ، دوشیزہ وہ ہرن کو
لیجیے یہ سب ہنستے ہیں ، اگر کچھ دیئے مشہور ہوگئے ہیں
سیں صحک ان کا خاصہ ہے ، اسلیے خندۂ سیال

دلیل علم و فضل حقیقی ہے ۔ بالوں کی بوے شگفتگی
بال میں بھورا شیس گھنے سے پھوٹ نکلتے ہیں پھوٹے
اور عفونت جیسی ، اسے جدت طرازی کہتے ہیں ۔
مگر سچے علم و فضل نے دوسری تاویل کی ہے وہ کہتا ہے
کہ بالوں پر شش کے شبدسے حملہ کیا ، نہ کہ سکھا دیئے
آپ جا بجا پر گنتی لعنت اور بے خالی گیا ، کالے والے
کی شراب بکر ہج لرزاں پر جادو کردیا ۔ وجود صاحب
ہاش کا آشنا ہو کے رہ گئے ۔ خرام و لدادہ خرام اور کشا
یا مانا مفتاح اس بے مزت کرد یا گیا ۔ تبسم آمیز سے
مسکراتے ہوے بند ہے ۔ جدت طرازی ہے ۔ تو اور
چراغ آگ کے
اثر سے سنتا ہے
تو شعلہ پرگ
کی مصاحبت
سے شبدوں کے
بادن میں کیوں
نہ گدگدی نہ ہو
آنکھیں اور شبدے
مسخرے پن کی
بیماری میں بہ
تحقیق جدید اکثر
مبتلا ہو جاتے ہیں
کوئی مسخرا ادیب
یا عالم اس سے
انکار نہیں کرسکتا
چہ جائیکہ حقیقی علم و فضل رکھنے والے علامہ ۔
اسکے بعد فرماتے ہیں :۔
اے نقرئی آواز والی دوشیزہ ، اے پر ہاتش کی سادہ
سینما بہار کے دماغ سے ترت ، حساس جھیں لینے والی
تصویر خراماں ، اے فانوس پر پھیلی ہوئی زلفوں کے
پر لگا کر اڑنے والی پری ، اے کالی ٹیلی والی ، اونچی ایڑیوں
بکھرن والی ، نازک کمر والی لڑکی شہر شہرت میں تیرے
ساتھ ، تیرے سبک خرام وجود کے ساتھ تیرے ایسے ہی
شباب کے ساتھ چلتا ہوں ؟
نقرئی آواز بھی آواز کی ایک قسم ہے ۔ الام دینے والی



گھنٹی سے پوچھ لیجیے۔ دوشیزگان دہر میں سے کسی کی آواز مسی ہوتی ہے کسی کی طلائی یا آہنی یا سیمابی یا برنجی یا رصاصی۔ اور اگر فلزات سے قطع نظر کریں تو دیگر جمادات وحیوانات ونباتات سے بھی نسبت دے سکتے ہیں انسانی مصنوعات میں سے بھی آواز نکلتی ہے مثلاً ٹیڑی کے جوتے کی آواز گاڑی کی چون چان۔ چرخے کی گھون گھون۔ انسانی اعضا وجوارح سے بھی صدا پیدا ہوتی ہے (خدا محفوظ رکھے خصوصاً بر سر محفل) مگر ان سب چیزوں میں سے "نقرہ" پر جدت نے صاد کیا اور اس دوشیزہ پارسی کے واسطے نقرہ کی آواز پسند کی توجہ کیجیے؟ حضرت گھوڑے کا ایک رنگ "نقرہ" بھی ہے دوشیزہ بھی دھوے کپڑے کی طرح سفید اور ناک کی گھنٹی کی طرح دوشیزہ وہ منہنائی۔ منہنانے کی صدا نے اپنی جانب متوجہ کیا مصطفا جلد پر سے نگاہ پھسلی تو پہونچی کہاں؟ تھان پر۔ شیر خوارگی نے وہاں اُبھار دیکھا۔ ارے توبہ۔ اُبھار دیکھنے کے بعد قوت احساس کہیں دماغ میں رہ سکتی ہے؟ "دودھ" "دودھ" پکار رہی

اطلاعنامہ بنام رسپانڈنٹ مشعر اطلاع تاریخ اطلاع سماعت اپیل

بعدالت اڈیشنل سب جج بہادر لکھنؤ

مقدمہ اپیل نمبر ۲۴۹ سنہ ۱۹۲۸ء

راجہ کنور شیر بہادر سنگھ .... اپیلانٹ

بنام

گوکل وغیرہ .... رسپانڈنٹ

اپیل بنارائنی منصف صاحب بہادر عدالت حوالی علاقہ لکھنؤ مورخہ ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۲۸ء

بنام رکھنی ولد [illegible] قوم [illegible] ساکن [illegible] پرگنہ وتحصیل [illegible] ضلع لکھنؤ .... رسپانڈنٹ

مطلع ہو کہ اپیل بنارائنی ڈگری منصفی حوالی لکھنؤ اس مقدمہ میں مسمی شیر بہادر سنگھ نے پیش کیا ہے اور اس عدالت میں رجوع وتسجیل ہوا ہے اور اس عدالت نے تاریخ [illegible] اپریل سنہ ۱۹۲۹ء واسطے سماعت اپیل کے مقرر کی ہے اور اگر خود تم یا تمہارا وکیل یا کوئی اور شخص جو تمہاری طرف سے اپیل میں جواب وسوال کرنے کا مجاز ہو حاضر نہ ہوگا تو اس کی سماعت اور تجویز تمہاری غیر حاضری میں یک طرفہ کی جائے گی۔

آج تاریخ [illegible] سنہ ۱۹۲۹ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط [illegible] بہادر انگریزی

(مہر عدالت)

تنبیہ: [illegible]

اُبھار پر جھپٹ پڑی۔ اور گی جونک کی طرح چوسنے۔ "تصویر خراماں" ہونے کی وجہ سے منہ میں تھن نکل نکلا تو قوت احساس کو دھوکا ہوا کہ یہ کوئی پری ہے وہ بچاری ہیچنے پر تھی اسکی نگاہ خاتون تک پہونچی پشت پر نہ پہونچ سکی ورنہ کمر سے نیچے لٹکنے والے گیسو دُم کا پتا بھی دیتے۔ سو شانے سے ہوتی ہوئی کالی بیلی اور ڈان پانی کیوں میں گھسی مگر کیون پر جگہ کہاں؟ پھر نازک کمر پر آرہی۔ شوخ بچے یوں ہی پھسل پڑتے ہیں۔ کمر کی نازکی دیکھ کے محسوس ہوا کہ دوشیزہ لڑکی ہے جس طرح آجکل کا ستیوال سرکس میں ایک بکرا تھن تلے کا دودھ پلاتا ہے اوٗ اُسے دیکھ کے لوگ متحیر ہوتے ہیں اُسی طرح قوت احساس کو بھی حیرت ہوئی۔ کمر نازک اور معدوم ہوتی ہے وہاں بسیر ممکن نہ تو عشر عشر کے ٹلنے کی فرمائش کی۔ لڑکی عمر تو کچھ نہیں ہے میں بھی تیرے شکم خرام وجود میں شکل ہوئی ہوں بس شکم خرام وجود نے جنبیلی تک پہونچایا اور آئینہ شباب کی ناک میں آگئی۔

حضرات ناظرین! خدا کے لیے اس گوہرین سلسلے کی جانب توجہ کیجیے۔ اللہ رے "مجازستان" کی تخییل کی رفعت۔ اسے کہتے ہیں جدت طرازی! اسے کہتے ہیں حقیقی علم وفضل!!

مضمون نما میں اور بھی کئی جدت طرازیاں آئیں مثلاً حسن وشوار۔ روح کا پاش پاش ہونا۔ شعور ذی حیات۔ موسیقی خراماں۔ دوشیزہ لڑکی کے آئینی شباب کے بے گناہی کی دعا۔ آمین انہ لیلۃ ہے کہ کہین آپ سنتے سنتے قتیل جدت طرازی نہ ہو جائیں لہذا آئندہ دیکھا جائے گا۔ گھبرائیے نہیں ابھی تو ابتدا ہے ان چند با میں پہلے ہی سے یقینی مناسب معنی ہیں ان کا جواب سوچ رکھیے۔ اپ بینی کہ دیکھا سو تیلا علم و فضل گیا انہی تیئیسی میں وہ تو کبھی تھا اب ہے۔ اور ہے تو جہل پیعدری کی بدولت یوں ہی ترقی کرتا رہے گا۔ علی ھذا القیاس جدت طرازی بھی تین درت بیجیے۔ کیونکہ اس قسم کی ایجاد پر ہر شخص قادر ہے سوائے اس جدت کے حسن وقبح پر کوئی بحث ہو سکی۔ جانے

(۱) کہ ایک کنواری۔ خرف زادی گویچی پر یوں راہ چلتے لٹو ہو جانا (۲) یوں مچلنا (۳) یوں پینے کے بعد ہمہ چوٹ کرنا (۴) یوں ساتھ لے چلنے پہ اصرار کرنا (۵) یوں صدقے قربان جانا (۶) یوں آئینی شباب کی نخہ نبہ کلی کا رس چوسنا (۷) یوں تمام شگفتگی کی دعا مانگنا۔ (۸) یوں مرتے دم تک ڈاکن بانگ نام ٹریل کا جانچ لینا (۹) یا نعیمہ اس لڑکی بھی کہتے جانا۔ کہانتک مبنی بر حسن اخلاق ہے (۱۰) کسی پردہ نشین خاتون پر جو ڈولی یا فینس میں بیٹھی گرمی سے جھلا کے جھانکنے لگے کوئی پارسی نوجوان لٹو ہو جائے اور "آہ۔ اوہ۔ اُف۔ ہائے" کی تمہید کے ساتھ کہتا چلے "بیگم ذری گھڑا دکھا دینا۔ اوہ بیگم ذری انکھیاں لڑا لینا۔ اے صاحبزادی اس قفس (ڈولی) میں تمہارے جاسوں کی طرح گھبرنے پر میں نثار۔ اس حرکت تنگ نا اور اس خرام مضطرب پر تمہیوں والا زمینہ والی اور بلاق والی میں قربان لوبازوے سیال سے سیچی تشیب فراز کا مار جھیڑے والی بچی۔ رحم رحم" تو کیا آپ اُسے اخلاق والیان کے اصول کے مطابق سمجھیں گے اور ایسے مضامین کا اثر خالی الذہن طالبین علم اور متعلمین پر کیا ہوگا۔

راقم ——

کھیل بگاڑ

زمانہ کا جوبلی نمبر

بہت خوب ہے۔ ۲۰۶ صفحہ کا حجم ہے بہت سی تصویریں ہیں جمع وترتیب بھی اچھی ہے۔ مضامین کی ابتدا میں عمر خیام کی ایک رباعی کے مضمون پر رنگین تصویر دی ہے۔ رباعی کا ماحصل یہ ہے کہ ایک روٹی تھوڑی سی شراب کچھ گزک ویرانہ اور تم مل جاؤ تو بس راوی چین ہی چین لکھتا ہے ایسا عیش بادشاہ کو بھی میسر نہ ہوگا جو میرے سو راجہ کے ہیں۔ مگر تصویر میں یہ کل سامان عیش ہے ایک درخت کے کھمبے سے پیٹھ لگائے باریش سفید بڑے میاں بیٹھے ہیں انکے پہلو سے پہلو بھڑائے



صاحب خانہ۔ (خلقت) :- "ماں کدھر منہ ڈالتے ہو۔ لے چلتا دھندا کرو۔ بڑے آئے وہاں سے۔"

ناخواندہ مہمان۔ (کمیشن) :- "اجی تم چیخا کرو جب تک ہمارے ہاتھ میں یہ گھنٹا ہے تمہاری چیخ پکار کون سنے گا؟ ٹن ٹن ٹن۔"

ایک خانقہ رفاقت اتہ مین ہین یہ جلوہ گر ہے۔ قریب ہی ایک مسراحی رکھی ہے۔ مگر زبان گرفت کا ذکر نہین شاید ہندوستان کی جا تصویر کو بھی لگ گئی ہے ؎

قیس تصویر کے پردے مین بھی عریان نکلا

یا یہ منظر بکو تصویرن کے بعد کا ہے۔ منیر صاحب ہے مزے کی تصویر اگرچہ دادا پوتی کا سنجوگ ہے پھر اگلے شعرا مین سے غالب سودا کی تصویرین ہین۔ زرین صفوے علم الکتاب یا ابجد کی تاریخ کے زیر عنوان ایک مضمون ہے۔ ہم اس مضمون کو منتقادانہ کہنے سے معذور ہین۔ اگر کسی تحقیق کا یہ نتیجہ ہو کہ حضرت صاحب کیجیے گا یہ ہرادہ ہوا یون مشہور رہے الیسی افواہ ہے تو سمجھ لیجیے کہ ہاتھ پاؤن زبت ہالے مگر سر کے ایک بالشت بھی نہین۔ یہ کون نہین جانتا کہ حضرت انسان منہ مین زبان لیکے پیدا ہوے تھے مون فان اور انگلیان منکا کے اشارے کرنے کے بعد خیالات کا اظہار انھون نے بذریعہ الفاظ کرنا سیکھا۔ اب ہوگئی منہ مین زبان بے زبان ندر ہے۔ ضرورت ایجاد کی دائی جنائی ہے جس طرح اخارات نے الفاظ کی صورت مین ترقی پائی اسیطرح الفاظ نے نقوش کا مرتبہ رفتہ رفتہ پایا۔ کوئی مورخ صاحب اگر افادہ نہ فرماتے تب بھی عقل اسکے علاوہ اور کوئی بات تجویز نہین کرسکتی۔ اسیطرح تشتت السنہ کی لم یعنی لغات و الفاظ کی بکھو کل ازبرھتی ہوئی نسل اور اسکا پھیلاؤ ہے یا حضرت انسان کے کانون مین جو صدا این پھرتین انکی نقل حضرت نے فرمائی اور سب سے پہلے داسمااصوات نے جنم لیا۔ اے حضرت آپ عربی کی ابجد وضع ہونے کا زمانہ معین کیجیے دبشر کی قدرت ہو) پھر تغیرات کا زمانہ معین کیجیے پھر اشکال و صور کتابت کی تعیین فرمایئے تو بے شک آپ کی محنت شرارت ہو۔

قاموس فیروز آبادی۔ معانی الاخبار بحار الانوار مجلسی۔ کتاب الاوائل عسکری۔ منتاج اللغات انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان آزاد بلگرامی۔ عیون المسائل۔ تاریخ مصر قدیم اور وہ کتابین جن کا حوالہ مضمون نگار صاحب نے دیا ہے تعیین وقت ایجادات تو ممکن مگر جو کچھ مضمون نگار صاحب نے افادہ فرمایا ہے وہ سب ان کتابون مین موجود ہے۔ اس موضوع پر ہم نے بھی ایک اردو زبان کی کے کرتب دکھانے والا مضمون (سیارہ) مین لکھ کے چھپوایا تھا نقل اور حوالے اسمین بھی بکثرت ہین جو کچھ ہم نے پایا اسکا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) کتابت کی ابتدا یعنی محسوسات کے اظہار مین نقوش سے کام لینے کا طریقہ خدا جانے کب مروج ہوا۔ مگر یقینی ہے کہ ہوا اور ضرور ہوا۔

(۲) پرانے کتبون کو دیکھتے ہوے قیاس یہ کہتا ہے کہ پہلے خیالات یا واقعات کی تصویرین پائی جاتی تھین۔ پھر یہی تصویرین مختصر کی گئین اسلیے کہ ذرا سی بات کے اظہار مین پہرون لگ جاتے تھے۔ آخر دل کہان تک نہ اکتاے۔ تصویر کے اختصار مین سہولت نمودار ہی کسی جانور کا سر کسی کی دم یا پنجے کسی کی آنکھ کسی کا سینگ۔ اسی کے ساتھ ہی بقدر ضرورت اصوات حروف کی تعیین بھی ہوئی اور دفتہ رفتہ انکی تعداد بڑھی۔

(۳) جس طرز کتابت سے ہمین تعلق ہے وہ عبرانی کا بچہ ہے۔ عبرانی حروف کا تسمیہ چیزون کے نام پر ہوا ہے۔

(۴) عربون نے یہ شکلین ملک شام سے حاصل کین۔

(۵) عراق عرب مین کوفہ ہی صرف ایک متمدن مقام تھا جو نینواے قدیم کو اپنی گود مین لیے ہوے ہے۔ اور شام سے قریب تر ہے۔ لہذا سب سے پہلے کوفی خط کی نیو پڑی۔

(۶) ابتداءً کوئی خط مزجی شکل مین نہ تھا بلکہ مثل عبرانی کے اسکے حروف علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے تھے

(۷) عبرانی کی ابجد ۲۲ حرفون کی ہے یعنی قرشت پر ختم ہوجاتی ہے بعض حدیثون مین ہے کہ خدا نے موسیٰ کی طرف خطاب کیا و یا موسیٰ انی انا اللہ الخ (انا میں) اے موسیٰ مین الف اور تے ہون۔ لوگون نے

حضرت رسول سے دریافت کیا اس سے کیا مطلب ہے فرمایا اول و آخر۔ اگر زمانہ حال کی ترتیب حروف مروج ہوتی تو ارشاد بیان فرماتے انا الالف والیاء۔

(۸) عبرانی کی جگہ عربی نے لی۔ عربی کی ان عبرانی سے۔ ان کی صحیح تو قائم مقام بیٹی ہوتی ہے مثل مشہور ہے جیسی ماں ویسی بیٹی جیسا سوت ویسی انٹی۔ کوئی لفظ عربی کی لغت کا مشکل سے ملے گا جو صورۃ اور معنوی مشابہت عبرانی سے نہ رکھتا ہو عبرانی کی لغت لو اور عربی کی لغت اٹھاؤ۔ ایک ہی مادہ کے الفاظ دونون مین تلاش کرو۔ ایک یونہی سا تغیر ہوگا مثلاً (عبرانی عبارت) ولو قام نابی عود بیسرائیل کموشیہ (عربی عبارت) ولا قام نبی عوض بنی اسرائیل کموسیٰ (کوئی نبی عوض مین بنی اسرائیل کے موسیٰ کے مانند نہین قائم ہوا)

(۹) عربی مزجی طرز تحریر قدیم نہین ہے حضرت اسمٰعیل کے زمانے تک عبرانی حروف عرب مین مروج تھے اور علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے تھے۔

(۱۰) مزجی شکل کی ایجاد کو دو ہزار برس سے کم زمانہ گذرا ہے۔ مزجی شکل کا نقش اول مرار بن مرہ نے قائم کیا اسکے طرز تحریر کی شہرت ہوئی لوگ دور دور سے بغرض تعلیم اسکے پاس آنے لگے ایک پر شوق کورہ مغز طالب علم اپنی محرومی کا اظہار یون کرتا ہے ؎

کتبت ابا جاد و حطی مرامر
فسودت سربالی ولست بکاتب

مرار بن مرہ سے مین ابجد حطی کی کتابت سیکھنے گیا کاتب تو نہوا مگر ہان کپڑے البتہ دوات سے کالے ہوگئے۔ پھر اسکی اصلاح اسلم بن سدرہ نے کی۔

(۱۱) خط نسخ یعنی موجودہ رسم تحریر کوفی خط کی اصلاح یافتہ شکل ہے اسکا وجود صرف ہزار برس سے ہے۔

(۱۲) مزید توضیح بعض اشکال کے معائنے سے ہوسکتی ہے مثلاً پہلا حرف آلیف یعنی الف ہے اسکی عبرانی شکل (א) تھی آلیف کے معنی بیل۔ یہ بیل کے سینگ ہین عربون نے یہ شکل لام الف کے واسطے مخصوص کی یا یہ کہ عربی ابجد ہمزہ سے شروع ہوتی ہے ہمزہ کی شکل یہ ہے (ء) آلیف مین سے داہنی طرف

نچلی دُم گرا دو تو یہی شکل بن جائے گی۔

دوسرا حرف بیث یعنی بیت یعنی کوٹھری ہے اسکی شکل یہ ہے۔ (ב) عربی ب مین اور اس شکل مین صرف کھڑے اور پڑے کا فرق ہے (ب)

تیسرا حرف جیمل یعنی جمل یعنی اونٹ یعنی جیم ہے اسکی عبرانی شکل یہ ہے (ג) اگر یہان جمل کا نچلا حصہ بائین طرف سے داہنی طرف لگا دیا جائے تو عربی کا اُلٹا جیم بن جائے (ج) کوفی خط مین جیم یون لکھتے ہین ج اونٹ کی لمبی گردن دیکھتے ہوئے یہ شبیہ کسی قدر مکمل ہے۔

چوتھا حرف دالیت یعنی دہلیز یعنے دروازہ کی چوکھٹ یعنی دال ہے۔ اسکی عبرانی قطع ד اور اسکی عربی قطع د یا د مین کافی مشابہت ہے مضمون طویل ہوا جاتا ہے۔ ہم اسکا تکملہ پس خوردہ نوشون کے لیے چھوڑتے ہین اچھا دو ایک حرف اور سہی۔ عبرانی واؤ ו نسخ کا و کوفی واو ۹۔ واؤ کے معنی کنڈیا یا ہنسیا کے ہین۔ عبرانی ט طیت یعنی طو سانپ، کوفی ـــ نسخ کی ط۔ عبرانی شین یا سن یعنی دندان نما عربی ش دانت ویسے ہی رہنے دیے صرف دائرہ کا اضافہ ہو گیا ہے کوفی س نسخ س۔ علی ہذا القیاس ق ع م اور دیگر حروف بالکل مشابہ ہین صرف اخذ و نقل مین قلیل تغیر ہے۔

خرچی شکل کے موجد نے ہر ایک کا ل حرف کا سرا لے لیا ہے اور صفا جانتا ہے کہ نہایت متانت و صفائی صرف کی ہے۔ کوفی خط کا نمونہ ملاحظہ ہو

الكاظم الغيظ

(۱۳) کوفی خط مین خطوط مستقیمہ سے کام لیا گیا ہے نسخ ثلث ریحان اور دیگر اقسام خطوط مین قوس دائرہ وغیرہ سے خوبصورتی مین اضافہ کیا گیا ہے۔



(۱۴) ممکن ہے کہ بعد حطی الخ خاص اب مدین کے نام بھی ہون لیکن یہان ان ناموں سے صرف مطلب ہے کہ حروف بھی ایک جگہ جمع ہو جائین۔

مضمون "علم الکتابت" مین خط مسیحی یا سامری اور نسبتی کا ذکر بیکار ہے اسلیے کہ ان تحریرون سے ہمارے عربی خط کو کچھ تعلق نہین۔ مصر کے متعدد علمی رسالون اور مستقل کتابون مین ان تحریری نقوش پر عمدہ مضامین لکھے گئے ہین۔

اُمید ہے اگر اسی طرح ہم نے زیادہ سے مضمون سے بحث کی تو صحیح ہو جائے گی۔ بہرکیف زمانہ کے جوبلی نمبر مین تین چار مضمون مطالعہ کے قابل ہین اور صاحب چھپائی مین بھی سلیقہ صرف کیا گیا ہے ملنے کا پتا دفتر زمانہ کانپور۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ عہ

مولانا پنچ کی نوٹ بک

آپ کی عنایت ہے ہم کس قابل ہین؟

سُنتے ہین کہ جب مسٹر چپلین کے مہمان ہوئی ہین اور سارا منقلب ہو کے ساری دنیا کو کوئی مرتین صاحب بہادر بھی اس قلب ماہیت کے قائل ہین دل مین چاہے جو کچھ ہو مگر زبان سے کہنے لگے کہ اب ہندو بھی خواب غفلت سے بیدار ہوئے۔ ہندو ستان مین بہت سی باتین اہل امریکہ کو مرغوب ہین مگر انکی اشاعت نہین ہوئی۔ ہم کہتے ہین کہ بجا فرمایا یہ سب آپ کی عنایت ہے ورنہ ہندو کس قابل ہین اور ہندوستان ہے کیا مال؟ اے حضرت سنگ کے لیے پتھر کی ضرورت نہین۔ انقیاد کے واسطے زنجیر کی حاجت نہین۔ ہوش بغیر پر کے اڑتا ہے رشتہ ناتا بغیر سانٹھ کے جڑتا ہے۔ قوم کا خدا جبراً نہین چلاتا لوگ گرجا بیٹھا گیا نہین۔ ہوئے خوب تماشا ہو گا نہین جاتا ہے کہ فقط یہان تجربہ مین پڑ جاتے نہین جاتے۔ کیا ہم ہی ہین کس پہ مین بھی ہے اور بس طرح مین یہی۔ یہ سب من کا وہم ہے شدھی تو صرف ہمتا ہے اور دھرم مین فرق کرنے کی ضرورت ہے کہ ابھی یہین عشق کا سودا پیٹ بھلا دے تو توبہ عشق

اُجلی بادی کی طرح گیند ہو کا ہو جاتے۔ مذہب کے علاوہ نہین۔ تہذیب کے یقینی ہے وہی خیالی نہین۔ مذہب دل سے مرغوب ہوتا تو یہ حق امریکا یا یورپ تشریف لیجانے اور ہوٹی کے بجائے ہوٹل کا شدھ کھانا نوش کرنے کی ضرورت اور سوہن بھوگ کے عوض ٹوسٹ کی تلاش نہوتی یہ چیزیں کھورا لوگ ہی ہین۔ بہرکیف اب تو ہندوستان زبان حال سے کہہ سکتا ہے

بہین کرامت این ساری والے ہو
کہ یک دم مین کیا اپنے سائے کو مرد

حسابی مسئلہ

واللہ حساب دانی بھی کیا اچھی چیز ہے آدمی کم یا زیادہ اپنا مطلب یار لوگ کسی طرح نکال ہی لیتے ہین۔ انہیں کے یہان ایک صاحب مہمان ہوئے انکے سامنے چار مسلّم مرغ بھنے ہوئے رکھے گئے اور فرمائش ہوئی کہ تقسیم کیجیے مگر کیجیے عدد برحال جفت رہے مہمان نے قبول کیا اور کہا تم اور تمہارا بیچارہ تمہاری بڑھیا اور ایک مرغ مل کے چار ہوئے ایک تم لیجاؤ تین مرغ میرے واسطے چھوڑ دو تین مرغ اور تین مل کے چار کا عدد پورا ہو جائیگا۔ دوسرے دن تین مرغ دسترخوان پر رکھے اور میزبان نے کہا کہ آج ایک بنا بنہ و زیادہ دارو ہوا ہے اسکا حصہ بھی دیجیے مگر عدد طاق رہے۔ مہمان صاحب نے فرمایا تم تمہارے دو بچے انکی مان اور ایک مرغ مل کے پانچ ہوئے رہے دو دو میرے حصہ ہین۔ پانچ اور تین طاق عدد ہین۔ تیسرے روز ایک ہی مرغ تھا اسکی تقسیم یون ہوئی کہ رانین تو دونون کو عنایت ہوئے۔ ڈبل اسمی بیگم کو ملی کیا معنی کہ ذمہ داری کا آلہ بچہ دینے والی کے سو اور کسے ملتا سر افسر یعنی صاحب خانہ کے حصہ مین آیا باقی مہمان صاحب نے نوش فرمایا۔ جب اس قسم کی تقسیم سلف سے ہوتی آئی ہے تو بتائیے کہ ہندوستان کے بجٹ پر اہل ہند کیون معترض ہین! ذو سر اور دُم پر انہین قناعت کرنی چاہیے رانین اور سینہ و گردن تیست اقتدار حکومت اور معاونون کا مال ہے۔ الصدر الصدر۔

غذائے روحانی

معدن النغمت

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

اور

ایک گرامو فون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا اُنکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی مین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گمے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد چونکہ نہایت وضاحت سے تبدلے کتاب مین لکھ دیے گئے اسطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ... ایک معمولی باجہ ہارمونیم سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا مطربانہ ذخیرہ بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقہ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادون کا مطربانہ ذخیرہ موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ حصہ اول کی ... فی جلد۔ محصول ڈاک ہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر: مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ